جلد ۱۴ — نمبر ۱۹

مضامین غیر

۲۰ مئی ۱۹۲۹ء

بدقسمتی سے شامت نہیں ہوئی کہ یہ جو ایک مضمون شائع ہوا ہے ہمیں اندیشہ ہے کہ تاریخ پرانی ہے تو وہ تمام جب کہنہ ہو گئے۔

منطق آرا بیگم بنام امان اللہ خان

سندر خان صاحب! اخباری کا غذوں میں تمہارا بیان جو نہی میں نے دیکھا بس کیا کہوں کیا حال ہوا۔ ڈاکٹر نے جیسی منطق بگھاری کہ منطق کی پہلی شکل جس کا نتیجہ بچے بھی آسانی سے نکال لیتے ہیں ذہن سے مٹ گئی۔ اب میں یہ سمجھی کہ اس منطق بگھار دینے کا نتیجہ شکست کی صورت میں رونما ہوا۔ اب وہاں رہنے کے بعد تمہارے منطق مضمون آرائی کا طومار ختم ہو جائیگا۔ اور یہ کہا ہے اب تمہارا نام اخباری کاغذوں میں عام خبروں کے ساتھ لیا جائیگا۔ ان خبروں میں کوئی اہمیت ہوگی مثلاً ملکہ ثریا کو فلاں تاریخ درد زہ ہوا۔ ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ آب و ہوا شہر بازار کی بدوضعی اثر دکھا رہی ہے۔ شہریار مفرور معزول بخیریت ہیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ زنانہ و شوہر میں کچھ ان بن ہے۔ پیرس کی مشہور ناچنے والی مس فلاں کا اثر پڑھتا جاتا ہے۔ پس تمہارے بارے میں چند ہی کی بھی یہ آخری تحریر ہے کا بند اور مقطع کا شعر ہے۔ ارادہ تو یہ تھا کہ اخباری کاغذوں کی چہ میگوئیاں بیٹھی سنا کروں اور ہونٹ نہ کھولوں مگر پھر دل نے کہا کہ منطق پر تمہارے بیان کا برا اثر پڑیگا اور تمہاری غلط منطق یا منطقی غلطی ممکن ہے کہ رواج پا جائے۔ تمہارا قول ہے کہ

"میری فوجوں کو کہیں بھی شکست نہیں ہوئی۔ غزنی کی لڑائی سخت تھی مگر فوج نے پیچھے قدم نہیں ہٹایا!!"

تم یہ کہتے ہو اور تمہارے ساتھی یہ کہتے ہیں کہ شومئی قسمت بچہ سقہ پر غالب ہوا۔ قدم پیچھے نہ ہٹانے کا عظیم الشان کارنامہ اگر "فرار" ہے تو یہ ثابت قدمی بے فائدہ ہے۔ کوئی کٹ پٹ کے کھیت رہے یا بھاگ کھڑا ہو تو دونوں حالتوں میں دشمن کا نفع ہے۔ بات پر مر جانے والوں کا نام بہادروں کی فہرست میں لکھ جانے سے تمہیں کوئی کشور کشائی حاصل نہیں ہوئی۔ اس کے علاوہ تم بہادروں کے سردار تھے۔ اگلے زمانے میں جو سردار اپنی فوج کو مصیبت میں چھوڑ کے نکل بھاگتا تھا اس پر دنیا تھڑی تھڑی کرتی تھی۔ خوشامد خوروں کا ذکر نہیں وہ تمہارے ساتھیوں اور اپنی غرض کے میت ہیں۔ اور بچے کھچے سے قزاک اڑا رہے ہیں اور ایک دستور ہے کسی نامور کے پیچھے لگ جانا ایک وظیفہ ہے۔ وہ تمہیں اختیار ہو جتنا جی چاہے تمہاری تعریف میں اپنا وقت اور تمہارا دماغ خراب کریں۔

"واہ واہ واہ کیا خوب بھاگے۔ کیا کہنا سپاہ گری کے چھتیس۳۶ فنون میں ایک فن جان بچانا بھی ہے۔ اے حضور والا آپ اپنے جیسے کے آدمی ہیں بھاگے میں بھیجے وہ نہیں بھولی۔ ایسے موقع پر اچھے اچھے بہنے لگتے ہیں۔ اور یہ کیا سمجھا کر کسی نے بھاگتے نہیں دیکھا۔ بہادر شاہ ظفر کا مقصد یہی تھا کہ حضور کی جان بچ جائے۔ آخر ڈھائی ہزار نے گردن کٹوا دی تو باقی ڈھائی ہزار کیوں رہ جائیں۔"

تم کہتے ہو کہ

"میرا مقصد یہ تھا کہ اہل وطن کا عزیز خون زمین پر نہ بہے میں جنگ سے پہلو تہی کرتا تھا سو جب نہ بن پڑا چلا گیا۔"

دیکھو یہی منطقی غلطی ہے جس سبب گمراہی میں ہوتی ہے کہ اور یہ کہا چاہا غدار کا اچھا خاصا اگر زخشت چاک کیے بغیر نہیں نکلتی۔ اگر تم اپنی ذات کو حق پر سمجھتے تو مظلوم تھے دشمنوں نے تمہیں گھیر لیا تھا تو خونریزی کا گناہ تم پر نہیں تمہارے دشمنوں کی گردن پر رہتا۔ غلطی کئے جو تھے بھاگ میں۔ تمہیں اپنا حق ضرور لینا تھا پیارا یہ صبر بھی حق کے بارے میں طرح ہوا کہ تم جب ہوئے تو میاں تم کو لوٹ پر کے نہیں ہو۔ صاف صاف یہ کیوں نہیں کہتے کہ میرے نئے نئے قانون قاعدے سے زیادہ بنیاد ڈالنے بغاوت پھیلی گھر میں اپنے غرور میں مست رہا۔ جہاں روپیہ پیسا خرچ کرنے کا محل تھا وہاں زبانی جمع خرچ اور تمل سے کام نکالنا چاہا میں سمجھتا تھا کہ ملاؤں اور پیروں کو لالا ٹھی کرنے اور ان سے جبراً فتووں پر دستخط کرا دینے سے کام نکل جائیگا یہی تکے کیا۔ دھوکے سے انہیں پاگل خانے میں قید کر دیا۔ اور بعضوں سے ان کے دستخط کر دیئے تمہیں اطمینان ہو گیا حالانکہ

چنین گفت یکتا شہ باخیل تاش
چو دشمن خرد شد بری ایمن مباش

اگر وہ ان کے دشمنی کا خدشہ رفع کرنے کے بعد دو سوت کہہ اور انہیں حراست میں رکھتے جب تک تمہارا جاری کیے ہوئے خلاف شریعت قانون کی حیثیت رائج ہوتی تو وہ قید سے باہر نکلتے ہی تمہارا تخالفت کا موقع نہ ملتا۔ واقعہ یہ تھا قدرت کو یہ ہم تھے بغاوت کا درخت خوب پھلا پھولا۔ اور بچہ سقہ کو ایک سو اڑتیس۱۳۸ آدمیوں کی مختصر فوج لے کے چڑھ دوڑا۔ تم ہو گئے بے قابو۔ اور سنے رحم کیا اور تمہیں قندھار کی طرف بھاگ جانے دیا۔

تمہارا بیان ہے کہ:-

"میں نے اپنی افواج کو حکم دے رکھا تھا کہ کسی قبیلے پر حملہ نہ کریں۔ صلح کی کوشش برابر جاری رہی مگر بغاوت کی آگ تمام ملک میں پھیل گئی ۱۰۰۰ ہزار شہروں کی ایک طرف"

ہوا اور میری مخالفت فرض میں قرار دیا گیا میری نصیحتیں رائیگان ہوئیں۔ واقعہ یہ ہے کہ جب تمام ملک تمہارا مخالف ہو گیا تو از خود حملہ کرنے کا حکم نہ دینا ضروری تھا۔ پیش قدمی خلاف عقل تھی۔ میں تمہاری ہوا خواہی کی داد دیتی ہوں۔ مگر تمہارے ہوا خواہ اخبار نویس کہتے ہیں کہ "تمام ملک اعلیٰحضرت شہریار غازی کے قدموں پر جان نثار کرنے پر تیار ہے" خدا جانے وہ کیوں سمجھے ہیں کہ شنواریوں کی بغاوت اوس آگ کی لپک تھی جو سارے ملک کے دماغ میں سلگ رہی تھی۔ مگر مجھے اس میں شک ہے کہ تمہارے قبیلے میں کوئی نام لینے کے قابل فوج بھی بھیجی جو بغاوت کی فرو کرنے کے وقت جمل جلوہ ... پر جمع ہو جاتی ہے یہی بڑا قصور تھا اور یہی اب بھی ہے۔ زبردست افغانی قبائل میں تمہارا ساتھ دینے والے قریب شہروں سے دیا گیا ہوا چنا بچا نہیں چھوڑ تا اب بتا کہ جب فوج ہی نہ تھی تو حکم کسے دیا۔

تو آؤ کس کے ہو کر۔

"میرے تمام نتائج اور عام اعلانات سوائے بے اثر ثابت ہوئے"

پیروں اور مذہبی پیشواؤں کو مرتبہ تمہیں حاصل تھا پھر شریعت کا اثر کیا ہوتا ہے پیشہ ور دلیرانہ منافق کہنے اٹھے ہیں۔ یہ بات تمہارے نزدیک داخل گناہ تھی وہی وہ سزاوار کی داستان میں عیب و ثواب۔ گناہ معاف کیا جاتا ہی ثواب

کی معافی تمہاری ضد ہے۔ مگر بچشم زادے نے جب باپ کے تخت پر قبضہ کر لیا اس وقت تمہیں اپنا گناہ محسوس ہوا اور تم نے بہ از قسمت یہ اعلان کیا کہ "جواب ایسی خطا نہ ہوگی میں تمام جدید قوانین سے دست بردار ہوتا ہوں۔ حکم کا نفاذ موجود رہتا اور مسجد تم پر نہیں۔ تم خود محتاج عفو تھے۔ اعلان

باغیوں سے استمداد کیے بغیر ہاتھ سے گئے ہوئے ملک پر پھر بادشاہ مقرر کرنا تمہارا کام تھا۔ نہ وہی رہے نہ تم۔

تمہارا یہ قول بھی خود غرضی اور بے معنی ہو گیا۔ "اگر ان کے اصرار پہ ملتان کے۔ پھر اپنے ہاتھ میں لی مشرقی خیال میرے دوست تھے۔ بچہ سقا پر حملہ کرنا چاہا۔ قندھار اور کابل کی درمیانی آبادی میری حمایت پر مستعد ہوئی۔ یہ حمایت بچشم بچہ سقا عقل سے ساتھ میرے باپ دادا کے نمک حرام غلام ہو رہے ... میں ہزار بار وہ قریب ہو نہ گئے میں بچا کر ... جو جرگے ... اور ...

خیال تھا کہ ... کے ہمراہی میں تحت پر میری حمایت میں ... وفادار قوم ... نے خلاف بغاوت کا مقصد ... تو بیرون قلات کی طرف کوچ کرنے پر مجبور ہوا اور صلح کر لی جا بھی مگر ایک نہ چلی۔ "سچ کہو ہو" بلا والا انسان ...



شور و بچہ کریلا ... ایران تو نقش ... ہے
اب بتا — ... پڑھے کو تمیز کہاں سے آئی تھی۔

دھرے رہ گئے۔

تم کہتے ہو کہ۔

"فتنہ قتل و غضب روکنے کی غرض سے میں نے اپنے بھائی سردار عنایت اللہ کو تخت پر بٹھا دیا اور خود قندھار چلا گیا۔ کہ بھائی کو کوئی کچھ نہ کہے گا" لو۔ یہ بھی نقش بر آب بنتی ... سے کم نہیں۔

بغاوت کے اصلی اسباب کا ازالہ نہیں کیا اور دل میں سمجھ لیا کہ دنیا مجھ سے راضی ہو گئی۔ اس منطق کے مطابق اس رموز فہمی کے قربان یکبارگی سے نجاست دور نہ کی جائے تو عمر بھر دھوئیے پھر بھی پاک نہیں ہو سکتا۔ کسی دانا نے یہ سچ کہا ہے۔

تم ہوا نہ صلح جو تم آئی کا دعویٰ بے بنیاد کرتے ہو۔

بائے خونریزی اور میدان جنگ میں دکھا سکتا ہوں۔ جنگ [illegible] کی راہ میں میری قوت کو کوئی روک نہیں سکتا۔ سامنا ہوا ہی نہیں جو مجھے شکست دیتا۔ ایک جیلے نے [illegible] تو وہ میری صورت دیکھتے ہی بھاگ کھڑا ہوا بھلا میرا مقابلہ اور مجرو کیسے ؟

اسکے معنی یہ ہیں کہ تم بہادر سے بڑے بھاگ آئے تھے تو میں فلاں کی [illegible] توڑنے کے لیے نہیں بھاگ جانے کے لیے جیتی تھیں۔ حالانکہ بھاگنے والے کو فوج کی ضرورت نہیں ہوتی۔ فوج تو ان جانے کے لیے ہوتی ہے۔ [illegible] دکھانے کی غرض سے نہیں ہوتی۔ [illegible] ہزار آدمی صرف ایک جلے میں تمہاری فوج کے [illegible] سے گئے اور خونریزی کس کا نام ہے۔ ہر شخص خون دیکھ کے غش کھا جاتے وہ [illegible] نہیں کر سکتا — خونریزی سے پرہیز تھا تو [illegible] کے گھاٹ اتروانے کے لیے [illegible] لائے ہو [illegible] ملک داری تھی تو دوسروں کی [illegible] معلوم ہی نہیں ضرورت ہی کیا تھی۔ [illegible] دیکھا صرف میری [illegible] سے کبھی نہیں گزرا [illegible] کے مقابلے میں [illegible] ہے۔ اگر تمہارا [illegible] ظالم بدکردار خلق کا بدخواہ ہے اور تم رعایا [illegible] کا حاکم ہونا ہے وہاں کے خلاف [illegible] تمہاری [illegible] اور انقلاب کی دلیل ہے۔ [illegible] نہیں جو تمہارے [illegible] چار روانے سے

واہ عشق ہماری [illegible] زلف پر
[illegible] عالم با خاطر [illegible]

جب [illegible] چھوٹی سی بلی تو سری کھلائی تیس مار خان کی کہانی کہا کرتی تھی۔

ایک صاحب تھے تو بودے مگر بی بی کے سامنے ہمیشہ سورماؤں [illegible] کرتے تھے۔ بیوی کے سامنے میاں [illegible] کا بھی ہو [illegible] کھانے

پر شیر ہو جاتے۔ میاں بیٹھے [illegible] گھور رہے تھے [illegible] کی [illegible] سامنے رکھی تھی اور [illegible] میاں کو [illegible] کہ جو [illegible] میں [illegible] تیس مکھیاں مر گئیں۔ اوسی دن سے جو رو کو حکم دیا کہ مجھے تیس مار خان کہا کرو۔ تھوڑے ہی دنوں میں بی بی کے [illegible] سے تیس مار خان مشہور ہو گئے۔ محلہ والے تیس مار خان کہنے لگے ہمسائے اور پاس پڑوس کے [illegible] جلا ہوں پر تیس مار خان کی رعب داب کل چلے ہی سکہ جما چکی تھی اور انھوں نے بھی اصلی نام اپنا چھوڑ دیا۔ اتفاق کی بات کہ شہر میں ایک جنگلی شیر آنکلا اور بہت سے آدمی مار ڈالے جنھوں گھات لگائی گئی مگر کسی طرح ہتھے نہ چڑھا۔ بادشاہ سے کسی نے کہا حضور [illegible] فلاں محلے میں تیس مار خان رہتے ہیں۔ بڑے بہادر ہیں۔ انکا نام سن کے ہی [illegible] اور شیر کا [illegible] ہوتا ہے۔ بادشاہ نے سواری بھیجی خان صاحب کو بلوایا۔ تعظیم کے ساتھ پاس بٹھایا شیر کا حال کہا اور خلعت دے کے رخصت کیا۔ خان صاحب دربار میں خوب اکڑے۔ "اونھ جنگلی کتے کا مارنا کتنی بڑی بات ہے۔ کان پکڑ کے حاضر کر دونگا" لیکن گھر آتے ہی بی بی پر برس پڑے "حرامزادی ہر وقت تیس مار خان تیس مار خان جپا کرتی تھی۔ اب چوڑیاں توڑ کے بیٹھ۔ ہم تیس مار خان ہیں؟ دیکھا آج بادشاہ نے شیر کے مقابلے پر بھیجا ہے۔ وہ کمبخت ایک طمانچہ لگائے گا پھر تیس مار خان فنا ہو جائیگا۔ تیس رنڈاپا جھیلنا [illegible]" حکم خود ہی دیا تھا اب بی بی بی بی برس گئی۔ بی بی نے کہا تو پھر اس شہر سے نکل چلو [illegible] رزاق ہے کہیں اور جا رہیں گے شیر و شغول تھا تمام سوا۔ خلعت و انعام کی رقم سے خان صاحب نے ایک گدھا خریدا کہ آدھی رات کو یہاں سے کسی طرف اسباب لاد کے نکل جائیں گے۔ رستے میں دھو [illegible] رکھا تھی۔

بیسٹ پانی پڑنے لگا۔ اور آدھی رات کمبخت بی بی نے خان صاحب چلنے کی تیاری کی۔ خان صاحب صحن میں آئے۔ بوند پانی پڑ رہا تھا نہیں۔ گدھا بجلی کی چمک سے ڈر کے خدا جانے کہاں چلا گیا۔ اور اب کیا کریں۔ بی بی نے کہا باہر نکل کے ڈھونڈ ھو یہیں کہیں ہوگا۔ پاؤں سلد سے اندھیرے میں دور نہیں جا سکتا۔ خان صاحب باہر نکلے۔ اندھیرے میں گدھا ڈھونڈھنے لگے۔ تھوڑی دور پر جو بھیگی جھونپڑی تھی بجلی کی چمک میں انھوں نے جھونپڑی میں ایک چوپایہ کھڑا دیکھا۔ وہ تھا شیر گر یہ سمجھے گدھا ہے۔ رعد کی گرج بجلی کی چمک سے پناہ لینے کے لیے شیر جھونپڑی میں آرام لے رہا تھا۔ کائنات کے حوادث جو شخص میں آتے ہیں تو شیر کو بکری بنا دیتے ہیں۔ شیر کا پیٹ بھرا ہوا تھا تو وہ کے سر میں درد ہو [illegible] سب شیر بہت سست ہو رہا تھا [illegible] نے جاتے ہی ایک دو جمعین جاڑ دئیے شیر کے چوتڑوں پر سید ہے کان پکڑے اور مارتے جھونپڑی میں گھسیٹتے ہوئے گھر کی انگنائی میں لائے شیر شیر میں آگیا تھا بتکا بھی نہیں۔ خان صاحب نے معاف صورتی رسیوں سے جامن کے درخت میں اور سے خوب جکڑا۔ بندھا خوب مار کھاتا ہے۔ خان صاحب خود ہر آدمی سے بڑھ جلال آگیا۔ دھوں دھان کا تار باندھ دیا۔ اس اثنا میں بجلی چمکی گدھے کے حلیہ میں فرق نظر آیا۔ بادل گرجنے شیر گرجنے کا سبق دیا اوسے ہی آواز کی صدا بلند کی خان صاحب کو طہارت کی ضرورت ہو گئی۔ دانت بیٹھ گئے گھگی بندھی۔

"بی بی مدد کرو" اور بہادروں نے چیخ چیخ کر رو دیے۔ بی بی معاملہ فہم تھیں اس اتفاق پر خوش ہو گئیں میاں کو کھینچ کے گھر میں لائیں لٹا دیے سوتے۔ پانی کا چھینٹا دیا۔ ہوا دار ہوا۔ خان صاحب نے آنکھ کھولی اور جو تدارا "ارے شیر" بی بی نے تسلی دی اور کہا گھر میں بیٹھے رہو [illegible] دے [illegible]

میں بات بناؤنگی۔ صبح ہی سرکاری پیادے خانصاحب
کی جھونپڑی پر آگئے۔ دروازہ آندھی کے جھکڑ میں
گر گیا تھا جس کے رخنہ میں شیر بندھا ہوا
دیکھ کے بیچارے بدحواس ہو گئے خانصاحب
کی جلاوت کا کلمہ پڑھا۔ آواز دی "اجی خانصاحب
باہر تشریف لایئے" بی بی نے خانصاحب سے
کہا "ارے تھوڑی دیر کے لیے تم مردوا بن جاؤ"
خانصاحب کی مصنوعی بہادری جاگی۔ چمک کر بولے
"کون ہے۔ ابے کون ہے جو صبح صبح ہمارے
آرام میں خلل ڈالنے آیا ہے" جواب ملا۔ "ہم ہیں
سرکاری پیادے۔"
خانصاحب: "واہ کیا دل لگی ہے بڑے آئے
وہاں سے سرکاری پیادے بن کے۔ کچھ شامت
آئی ہے؟ واللہ جو جل اللہ کے نمک کا خیال
نہ ہوتا تو ابھی تم سب کا بھیجا نتھنوں کے رستے
بہا دیتا۔ سر مونڈ کر گدھے پر پھراتے۔ بادشاہ سلامت
سے عرض کرو جنگلی کتا زندہ میرے گھر میں
موجود ہے مگر کمبخت میری صورت سے [illegible]
ڈر گیا ہے کہ اگر میرا سامنا ہوا تو اس کا دم
نکل جائیگا۔ میں پکڑ تو لایا ہوں۔ علم برداروں
کو حکم دیا جائے کہ وہ اسے زنجیروں میں جکڑ کے
لے جائیں۔ میں باہر نکلا تو سلطنت کے ایک غریب
جانور کی جان ہلاک ہوگی۔ خونریزی میرا کام
نہیں" عرض پیادوں نے خانصاحب کے
ملفوظات سے بادشاہ کو اطلاع دی۔ جلتی
گاڑیوں اور بھالوں کے گھیرے میں شیر
بادشاہ کے سامنے پیش ہوا۔ جب شیر کٹہرے
میں بند ہو گیا تو خانصاحب پہونچے اور آداب
بجا لانے کے بعد زاری کرکے تیوروں سے
کہنے لگے "خداوندا! غلام سپاہی ہے ڈورا
نہیں جو کتے پکڑتا پھرے۔ غلام کی بہادری
اس وقت ثابت ہوگی جب خدانخواستہ
کوئی غنیم حملہ کرے۔ تو میرا نام ہمیشہ خان
جو تن تنہا غنیم کی فوج کا صفایا کر سکتا ہے"
بادشاہ: "ہاں بھئی تم بجا ہو تمہارا کیا کہنا۔
ہمیں تمہاری ذات پر فخر ہے"
خانصاحب: "مگر ایک کام کیجیے۔ فقط
آج سے [illegible] خواہ مخواہ [illegible] کر دوں پر
احمق تحفہ ہونے کا بوجھ ڈالنے کی ضرورت ہی
کیا ہے"
بادشاہ: "بے شک ضرورت"
ہفتہ عشرہ بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ شاہی
فیلخانے کا ایک ہاتھی مست ہو گیا۔ جنگل ہاتھی
چار روز میں بھٹیاں پھلکتی ہوئی۔ جب پایا [illegible]
میں دیا کے اور اٹھایا اور چھپکلی کی طرح دے
پٹکا۔ خلقت میں بھگدڑ پڑ گئی۔ خانصاحب
حلال مشکلات سمجھے گئے۔ شکار کا حکم نہیں
حکم سنتے ہی بسورتے ہوئے گھر میں آئے۔
اور بولے کہ بی بی خدا تم سے سمجھے ارے میں
بہادر بنا تھا تو کیوں [illegible] رہا تھا۔ اب کہو
کیا ہوگا۔ اب تو ہاتھی مرد [illegible] سے
روند ڈالیگا [illegible] ہو جائیگی"
خانصاحب: "ہوگا کیا کچھ نہیں۔ بھاگ چلو
اس شہر سے گھر بار چھوڑ دو"
خانصاحب پھر گدھا لائے [illegible]
کو [illegible] قیمتی مال گدھے پر لادا خود بیچ بی بی
کو بٹھایا۔ [illegible] سوار
[illegible] قسمت [illegible] آدمی [illegible]
میں [illegible] ہاتھی [illegible] تھا [illegible]
دور سے نظر آیا۔ خانصاحب کی [illegible]
"بی بی۔ ہاتھی" بی بی اور میاں دونوں
جیسوں تیوں ایک اونچے درخت پر چڑھ گئے
ہاتھی نے آدمی کی بو پائی۔ جھپٹا اور درخت
میں ٹکریں لگانے لگا۔ دو چار جھٹکے [illegible]
خانصاحب کے ہاتھ میں [illegible] تھا۔ ہاتھی نے انکی طرف
سونڈ بڑھائی سونڈ اونچی تھی [illegible] تھا۔
خانصاحب نے [illegible] سونڈ کے سوراخ میں گرا دیا۔
[illegible] شہاب ثاقب کی طرح سونڈ کے آخری حصہ
میں گرا [illegible] گوشت میں پیوست ہو گیا۔
سونڈ ہاتھی کی جان ہے۔ بیچارہ زمین پر
گرے اٹھا بیٹھے۔ [illegible] نکلا نہ نکلنا تھا
نہ نکلا۔ صبح [illegible] کی [illegible]
ڈھیر تھا۔ بی بی نے یقین دلانے سے کہ ہاتھی
چل بسا خانصاحب اترے ڈرتے ڈرتے ہم
چھوئی مرنے کا یقین ہوا۔ ارادہ بدلا۔ گھر
پلٹے۔ چلتے وقت ہاتھی کے کان کاٹ لیے اور غلام
کو گھر سونپا کے دربار کی راہ لی۔ بادشاہ کے
سامنے کان ڈال دیے "یہ لیجیے حضور [illegible]
کے کان حاضر ہیں۔ کمبخت مجھ پر آیا تھا [illegible]
خدا کی شان ایک گھونسا جو کس کر مارا ہوں
تو میاں ہاتھی صاحب وہیں لمبے لمبے لیٹ گئے"

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد
ساعد سیمین خود را رنجہ کرد

خانصاحب کی دھاک بیٹھ گئی۔ شہر بھر کے
بچے [illegible] کے قصے [illegible] کچھ دنوں بعد
فوج کی [illegible] رنگ [illegible] خانصاحب
کی جان پر بارہ آفت آئی۔ [illegible]
[illegible]
ایک [illegible] بادشاہ [illegible] شہر [illegible]
[illegible] بادشاہ [illegible] خانصاحب
طلب کیے گئے [illegible] فوج کا نام سنتے ہی [illegible]
[illegible] ہونے لگے [illegible] فرار کا
[illegible]
[illegible] حضور والا یہ فوج کیا [illegible]
[illegible]
میں یہ تھا کہ حضور کی ایسی [illegible] فرار [illegible]
ہاتھ لگا تو [illegible] ہو جائیگا [illegible] سپاہیانہ
[illegible] بھی دکھائی [illegible] حکم ہوا کہ
خاصے کے اصطبل سے گھوڑا خانصاحب
پسند فرمائیں وہ کھول دو۔ خانصاحب کی
نظر انتخاب ایک گھوڑے پر پڑی۔ گھوڑا [illegible]
تھا [illegible] زمین [illegible] سے [illegible] تھا
ایک پاؤں ہمیشہ زمین سے [illegible] رہتا




ز غارت چمنت بر بہار منت ہاست
کہ گل بدست تو از شاخ تازہ تر ماند
تو یہ عطر حاضر ہے
کارخانہ اصغر علی محمد علی تاجران عطر چوک لکھنؤ کے عطروں میں تازہ پھولوں کی نکہت ہوتی ہے

خاں صاحب کچھ گرجے اور کچھ گرد ہوا ہو۔ ادھر جا پہنچے کے اپنی وضع ہو۔ شیخ فر سوار وکیا کے خیال کرنے کو کوئی دھڑ بیسے۔ دھر ہی جان کے چھوڑ دیگا۔ غرض خاں صاحب نے خان پر سواری کا شوق وحشی گرجے کے تھینے ہوئے۔ کان کھڑے ہوئے نزدیا۔ دھاڑی اور کھال پھر پھلائی۔ خانصاحب کا دم سوکھ گیا۔ سائیس سے کہنے لگے کہ بے دیکھتا کیا ہو دوسری سونٹی پھر کی دو سلیں اٹھالا۔ ایک پشت پر اور دوسری میرے سینہ پر باندھ دے۔ سائیس نے حکم کی تعمیل کی۔ خانصاحب نے خود کی جگہ ایک بڑا سا لوہے کا گرد ھاؤ سر پر دھر لیا بازو اور ہاتھوں کے خول چڑھوائے ٹانگیں گورخر کے پیٹ میں کسوا دیں گورخر نے زبردستی اور قرار پاکر کھول دو گا اور بھاگا۔ گورخر کے دماغ میں جو ہوا بھری تو بھاگا۔ شہزادہ کے دربار میں کو پہلے ہی بڑ ہو گئی تھی۔ اور شروع سے تیس مار خاں سے بھی گئے ہی چونک کھڑا ہو گیا۔ اب کہاں یہ کہ جہاں گورخر لگے پھرتے اگرچہ خانصاحب گورخر کی پشت میں چولے اور جکڑے ہوئے تھے مگر ان کی بیری سے کبھی سابقہ نہ پڑا تھا اس میں ان کو وحشت لگی تھی کہ بیری تھام کے پیٹ جانے کا ارادہ کیا اور گاڑی پر تھاری سلطنت سے زیادہ ہوا ہوتی ہے۔ وحشت بڑھی اور گھبرایا کیا بیری مگر خاں صاحب سواری کی پشت میں زنجیروں سے جکڑے ہوئے نہ ہوتے تو گر پڑتے۔ وحشت گورخر کے جھٹکوں کی تاب نہ لاسکا۔ میدان تھا اور ریگستان دور تک پھیلا ہوا تھا۔ وحشت کی جڑ اور پیڑوں نے بھاڑ کو بجوری اور گرد کا ایک شق نظر ہوا۔ دوپہر کا وقت تھا غنیم کی فوج آرام سے پڑی ہوئی تھی دریا ہی سے مانظہ نے گورخر کا گھوڑ پکڑ لکھا! اوفوہ۔ یہ کیا بلا ہے۔ کوئی دیو ہے۔ نہیں بیمار کا سیر ہے۔ خدا یا تیری پناہ کا غنیم کو خبر ہوئی کہ حریف کی طرف سے ایک بلا آئے

سیاہ جس کا سر ہے یا کوئی گنبد کے برابر کالا کالا سر دیکھائی دیتا ہو اور بڑا سا درخت دوسرے کے ساتھ تھی ہے سارا لشکر اسی طرف چل گیا اور سب ہو گئے دیکھا تھی بلاسے سیاہ کے بعد سے پریشان ہو کر فوج پر طرف کر دی تھی۔ اب بھاگو نے پیرا جمائی اب تو بھاگو۔ بھاگو کی پکار مچ گئی۔ لوہے کے ول پانی ہو گئے جس کا جدھر سینگ سمایا منہ اٹھایا اور بھاگ نکلا۔ کیسا مال حال خیر خرگاہ۔ جان ہے تو جہان ہے۔ بھگدڑ پڑی۔ ادھر ہمارے تیس مار خاں اپنے قابو میں نہ تھے۔ گورخر جنگل کی ہوا کا مشتاق تھا وہ تو اپنے شوق میں بھرا ہوا تھا مگر غنیم کی فوج بھی کر تعاقب ہو رہا ہے۔ جس کو سمجھتے بلا ارادہ تعاقب جاری رہا۔ بھاگنے والوں کی بھیڑ بھڑ بیاں بھول گئیں۔ گر جان بڑی چیز ہے۔ آخر سب منتشر ہو کر شام کو میدان گورخر ماندہ ہو کر رفتار سست پڑی ایک درخت کے سایہ میں ٹھہرے۔ گورخر کا گھوڑ لگانے کے بیے پادشاہی سوار بھی پیچھے پیچھے آرہے تھے دو چار گھنٹوں کے بعد وہ میدان جنگ سے گزرے تو واہ واہ غنیم کے لشکر کا نشان ہی نہیں۔ لیسوا الی الدیار۔ مقام خانظر آیا ہے اب تیس مار خاں صاحب کی تلاش ہوئی جنہوں نے غنیم شوخ چشم کے انسلی لڑی بسم سرکی تھی۔ جلیلۂ مبارک معلوم تھا چلا چل گیا۔ جلدی جلدی رسیاں کاٹیں سینہ وپشت کی سلیں جلد کھیں سر سے گرد ھاؤ اتارا۔ خاں والا حتی پتہ کا پتہ نیم جان پشت زین سے روئے زمین پر تشریف لائے۔ گو معدہ دن نے ہرا کیا پاؤں چوٹ تعلیق نہیں کرے

وہ کام کیا کہ جو رستم سے نہ ہوگا

خاں صاحب ۔۔۔ ہم چیت گئے۔ بادشاہ یا۔ تم ہمارے بادشاہ کے ملازم ہو؟ گو شاہ سے ہاں ہاں حضور ہی کے تابعدار وہی غنیم و مختار دیا۔ اب حضور لیٹ جائیں بس بچگیلوں کا پیچھا نہیں کرتے۔ طلق منتظر

میں ہیں ۔

خانصاحب :- رہن لگے کہ مر دیا اپنے بادشاہ سے ہیں اب نوکری نبیں کرتا بخشش خدا کا دیا کھیر دیا کر مجھے واپسی کا وعدہ دست ہر با شکستہ آدمیوں کے مطلب میں بھیجا۔ سرپیچ آرہیں ہے۔ بس بچ گئی اور بڑی نعمت کھائی۔

مسنت خوشامد سے خانصاحب واپس ہوئے۔ جیسے دون کے دن پھر سے ویسے کئے سنتے کے چرین آئیں۔

الغرض تیس مار خان کا افسانہ اگرچہ فرضی نہیں ہے تو اتنا ہو ضرور ہے کوئی ذی عقل اس قسم کے اتفاقات کی امید خام پر ملک جاری نہیں کر سکتا۔

تمہارا یہ کہنا کہ میری شکست نے ملک کو خواب غفلت سے بیدار کر دیا ہے۔ بلا سے میں تخت و تاج سے محروم ہوا تو ہوا جو اصلاحات یہ تجویز کئے ہیں کشت و خون کے بعد وہی ہر اہل ملک ضرور عمل کریں گے اگرچہ صحیح ہے لیکن وہ وقت بہت دور ہے۔ انگریزوں کو ہندوستان میں آئے ہوئے سال گزر گئے۔ باوجود متمدن قوم ہونے کے اول ہندوستان کے نیک ۔۔۔ آدمی ہو گیا اگر تمہارا دل اس خیال سے مطمئن ہو جاتا تو ہندی کو اجر تسلیم کر دینے میں کوئی عذر نہیں

والسلام

تیرخواہ ۔۔۔ [illegible]

اعلان

شائع شدہ نمبروں پر جو تاریخ شائع ہوتی ہے وہ تاریخ سلسلہ ہر تاریخ اشاعت نہیں ہے صحیح تاریخ تو ۔۔۔ کے ۔۔۔ ضعیف ہوگئی اب جس ۔۔۔ تاریخ اشاعت سمجھئے ۔۔۔

مولانا پنچ کی نوٹ بک

اللہ سیان کا نیا وصف اور اسکی غلط اردو

"سیارہ قادیان" کا تازہ نمبر نکلا۔ اسمیں بعض نہایت دلچسپ باتیں درج ہیں اور بعض تو مادری کی زبانی درج ہیں۔ مثلاً یہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح قادیان کتاب ملائکۃ اللہ میں اپنے متعلق "تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"کچھ دن ہوئے ایک بات پیش آئی کہ جس کا کوئی علاج میری سمجھ میں نہ آتا تھا۔ اس وقت مجھے کہا کہ ہر چیز کا علاج خدا تعالیٰ ہی ہے اسی سے علاج پوچھنا چاہیئے اسوقت میں نے دعا کی اور وہ ایسی حالت تھی کہ میں نے نفل پڑھ کے میں بیٹھ گیا اور جیسے بچہ ماں باپ سے ناز کرتا ہے اسی طرح میں نے خدا میں چارپائی پر نہیں بیٹھونگا ... زمین ہی پر سوؤنگا .... جب بہت دیر ہو گئی تو دیکھا کہ خدا کی نصرت اور مدد کی صفت جوش میں آئی اور عورت کی شکل میں متشکل ہو کر میرے اوپر اتری۔ ایک عورت تھی اسکو اسی نے سوئیاں دیں اور [illegible] اور کہا کہ چارپائی پر سو رہو۔ اس عورت نے سوئی چبھوئی۔ اس پر اس نے سوئی ضرور چبھوئی اور مجھے ماں نے اٹھا [illegible] کہ جب اس نے مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا تو زور سے سوئی چبھوئی کہ [illegible] اور کوئی مجھ سے روتی نہیں جب [illegible] کے بعد [illegible] اور چارپائی پر چلا گیا اور جا کر سو رہا۔

آپ جانتے ہیں کہ کسی کے مذہب یا ذہنیت سے سروکار نہیں تھا اب ہے کہ [illegible] مسلمانوں کے خدا کے بارے میں ہم سنتے آئے ہیں کہ اس کے صفات عین ذات ہیں وہ مجسم نہیں ہو سکتا تو اسکا صفات بھی مجسم کی عاجزی سے بری ہیں۔ یہ خیال عیسائیوں کا ہے کہ اللہ میاں کے صفات مجسم ہو کے روپ دھار "ن" کر سکتے ہیں۔ تثلیث کی تباہی کی جڑ انھیں اصول پر بٹھائی گئی ہے۔ اب معلوم ہوا کہ نہیں صاحب "نصرت" کی صفت بھی ہیں کہ پچھلی رات کو بیچارے بندوں کے ڈیل میں سوئیاں چبھوتی اور خود بھی چبھوتی ہے۔ ایک بات۔ دوسری بات یہ کہ آسمان پر بھی اردو غلط بولی جاتی ہے۔ سوئی ماری نہیں جاتی۔ چبھوئی اور گھسیڑی جاتی ہے۔ [illegible] کا جواب ہے "اودھ" اور "زبان" کا قبول تھی۔ پھر نصرت پری تو آسمان کی رہنے والی ہے اگر وہ غلط اردو بولتی ہو تو مجبوری ہے۔ اُنکے قول میں "اٹھو" کے ساتھ "سو رہو" ہے تو بیجا نہیں آخر حضرت خلیفہ صاحب تو ہندوستانی ہیں اردو جانتے اور برتتے ہیں ان پر کس زبانی تہمت نے روڑا ڈالا جو "سوئی چبھو دیا" فرمانے لگے۔ کیا سوئی مذکر ہے۔ اسواے اسکے یہ بھی دریافت طلب ہے کہ سوئیاں ڈیل میں کس مرض کا علاج ہے۔ پنچ کا خلیفہ اگر مرض کا نام بھی بتا دیتا تو اچھا ہوتا کہ جب یہ بیچاری گھبرا تی وہ خود بصورت عورت کو سوئیاں "مروا لیا کرتا"۔ وہ گھنٹوں ہی تک سوئی کیوں۔ یہ ماں فیا کی سوئی تو نہ تھی جسے مار نے والے کے ہاتھ پر سلا دیا۔ کیا معنی کہ جن کے ڈیل میں سوئی چبھو جاتی ہے وہ سوتا ہے یا روتا ہے؟

بھونڈی چال

ہمارے لارڈ ارون بھی عجب چیستاں ہیں۔ ہندوستان میں بالشوازم پھیلنے اور ہندوستانیوں کے دماغ میں سیاسی ہوا بھرنے کا بھی خیال ہے اور ہندوستانیوں کو اتنا بھولا بھی سمجھتے ہیں کہ جو چال وہ مضمون کونسلوں کی میعاد بڑھانے میں کھیلی ہے اسکی بدتک ہندوستانیوں کا فاتر تخیل نہ پہونچے گا ایسی بھونڈی چالیں چلنے کے بعد توقع کر دون کے [illegible] شرارت پر پابندی [illegible] نہیں [illegible] ہیں کہ سائمن کمیشن کی رپورٹ [illegible] کے سامنے رکھی جائیگی [illegible] وہ بھی مکمل ہو جائیگی [illegible] دستور [illegible] کو آگے چل کے جو بیل ہونا تھی اور اس کا علاج کیا ہو گا اسکا جواب سوائے اس وقت کے کوئی پیشینگوئی نہیں کرسکتا ہوگی تو [illegible] گذرے ہی جا کر [illegible] ہو رہے ہیں [illegible]

لطائف والاخضاب یا جوہر شباب

[illegible]

گنجینہ عملیات

[illegible]

روح حیات

تار کا پتہ

نامردی کمزوری سستی اعضا کا حکمی علاج

[illegible]

پیشینگوئی ظہور امام مہدی آخر زمان و نزول عیسیٰ علیہ السلام

[illegible]

کوک شاستر

[illegible]